قبل از بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارت۔تحقیقی مطالعہ

احسان الرحمٰن غوری*

جزیرہ عرب میں معیشت کا بیشتر انحصار تجارت پر تھا۔اس میں کثرت صحراء اور پہاڑوں کی وجہ سے زراعت کا وجود بہت کم تھا۔اس لیے تجارت ایک عظیم پیشہ شمار کیا جاتا تھا۔عرب کے تمام علاقوں میں رہنے والے باشندے اپنی اپنی بساط کے مطابق تجارت میں حصہ لیتے تھے۔قبل از بعثت نبویؐ حجاز کا مشہور اور مقدس شہر مکہ بھی اس زمانے میں عظیم تجارتی مرکز سمجھا جاتا تھا۔مکہ کے اردگرد مشہور بازار لگتے تھے جن میں لوگ تجارت کے لیے آیا کرتے تھے۔مختلف موسموں میں یہاں کے لوگ مختلف علاقوں کے تجارتی سفر کرتے تھے۔اور یہاں کی اشیاء دیگر ملکوں میں بیچتے اور وہاں سے اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کرلاتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان قریش بھی تجارت کے پیشے سے منسلک تھا۔قریش مکہ گرمیوں میں شام اور فارس کی طرف جبکہ سردیوں میں یمن اور حبشہ کی طرف تجارتی سفر کیا کرتے تھے۔وہاں کے لوگ بیت اللہ کی مناسبت سے ان کی بہت عزت وتکریم کرتے تھے۔جس کو اللہ تعالی نے سورۃ قریش میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

> لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ۔ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ۔ الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ (۱)
>
> ’’قریش کو رغبت دلانے کے سبب سے۔انہیں سردیوں اور گرمیوں کے (تجارتی) سفر سے مانوس کر دیا۔پس انہیں چاہئے کہ اس گھر (خانہ کعبہ) کے رب کی عبادت کریں (تاکہ اس کی شکرگزاری ہو)۔جس نے انہیں بھوک (یعنی فقر و فاقہ کے حالات) میں کھانا دیا (یعنی رِزق فراہم کیا) اور (دشمنوں کے) خوف سے امن بخشا (یعنی محفوظ و مامون زندگی سے نوازا)‘‘۔

مکہ کا جغرافیائی حدود اربعہ اور تجارتی مواقع:

سرزمین مکہ، حجاز مقدس کے تقریبا درمیان میں واقع ایک بے آب و گیاہ ایک وادی ہے۔اس کے شمال میں مدینہ، جنوب میں یمن، مشرق میں نجد کا علاقہ اور مغرب میں بحیرہ احمر ہے۔اس میں زراعت کا نام ونشان بہت کم ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِلا رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ(۲)

''اے ہمارے رب! بے شک میں (ابراہیم علیہ السلام) نے اپنی اولاد (اسماعیل علیہ السلام) کو (مکہ کی) بے آب و گیاہ وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسا دیا ہے، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم رکھیں پس تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ شوق و محبت کے ساتھ ان کی طرف مائل رہیں اور انہیں (ہر طرح کے) پھلوں کا رزق عطا فرما، تاکہ وہ شکر بجالاتے رہیں''۔

سرزمین مکہ کے بے آب وگیاہ وادی ہونے کی وجہ سے اہل مکہ نے اپنے لیے روزی رزق کے بندوبست کے لیے تجارت کو معمول بنایا ہوا تھا۔مکہ میں چاروں طرف سے تجارت ہوتی تھی۔آس پاس کے قبائل اور ہمسایہ ممالک سے تجارتی قافلے مکہ کا رخ کرتے اور مال تجارت فروخت کرتے اور خریدتے تھے۔خاص طور پر حج کے موسم میں دور دراز سے تاجر اپنا مال تجارت لے کر مکہ میں آیا کرتے تھے۔اسماعیل بن علی القالی لکھتے ہیں:

"كانت قريش تجارا وكانت تجارتهم لاتعدو مكة انما تقدم عليهم الاعاجم بالسلع فيشترونها منهم ثم يتبايعونها بينهم ويبيعونها على من حولهم من العرب"۔(۳)

''قریش مکہ تاجر تھے اور ان کی تجارت (ہاشم بن عبد مناف سے پہلے) مکہ سے باہر نہیں ہوتی تھی بلکہ عجمی تاجر، ان کے پاس مال تجارت لے کر آتے تھے وہ ان سے خرید لیتے تھے اور پھر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لین دین کرتے اور اپنے گرد و نواح میں عربوں کو بیچ دیتے''۔

رسول اللہ ﷺ کے جد اعلیٰ ہاشم بن عبد مناف نے سب سے پہلے باقاعدہ طور پر مکہ سے باہر تجارتی سفر شروع کیے۔آپ سے پہلے مکہ کے لوگ ڈاکوؤں، راہزنوں اور چوروں کے ڈر کی وجہ سے مکہ سے باہر تجارتی قافلوں کے ساتھ سفر نہیں کرتے تھے۔ہاشم بن عبد مناف اور ان کے بھائیوں نے قبائل عرب، اہل فارس و روم اور اہل حبشہ کے ساتھ تجارتی معاہدے کیے، جن کی وجہ سے انھوں نے امن و امان کے ساتھ تجارتی قافلوں کے سفر کا آغاز کیا۔(۴) سب سے پہلے ہاشم بن عبد مناف نے گرمیوں میں شام کی طرف اور سردیوں میں یمن کی طرف تجارتی سفر کی طرح ڈالی۔انھوں نے اپنی تجارت میں رؤساء قبائل عرب، روم و شام، یمن اور حبشہ کے بادشاہوں کو اپنے ساتھ شریک کیا تاکہ ان کے تجارتی قافلے مکمل امن و امان سے تجارتی سفر طے کر سکیں۔(۵)

جزیرہ عرب کی قدیم تجارتی منڈیاں:

قبل از اسلام جزیرہ عرب میں تجارتی منڈیوں کا تصور یقیناً موجود تھا، لیکن ان کا نظام مربوط نہیں تھا۔اس

لیے کہ عرب خانہ بدوش قوم تھے اورشہروں میں بسنے والوں کے علاوہ سب لوگ سارا سال پانی ،خوراک اور گھاس کی تلاش میں گھومتے رہتے تھے۔تجارتی منڈیوں میں سے بعض بڑی ہوتی تھیں،جن میں بہت سے لوگ دوردراز سے تجارت کرنے آیا کرتے تھے جبکہ بعض چھوٹی اورعلاقائی تھیں جن میں قریبی باشندے اورکم لوگ لین دین کیا کرتے تھے۔تاہم قبل از اسلام تجارتی منڈیوں کا قیام عرب کے تمدن کی عکاسی کرتا ہے۔

علامہ یعقوبی کے نزدیک جزیرہ عرب میں قدیم تجارتی منڈیوں کی تعداددس ہے۔وہ لکھتے ہیں:

”کانت اسواق العرب عشرۃ اسواق یجتمعون بھا فی تجاراتھم ویجتمع فیھا سائرالناس ویامنون فیھا علی دمائھم واموالھم“۔(٦)

”عرب کی تجارتی منڈیوں کی تعداد دس تھی جن وہ تجارت کی غرض سے جمع ہوتے تھے۔ان منڈیوں میں تمام افرادشریک ہوتے اوران میں ان کا جان ومال محفوظ ہوتا تھا“۔

جبکہ ھمدانی نے قبل از اسلام جزیرہ عرب میں تجارتی منڈیوں کی تعداد بارہ بتائی ہے۔وہ ان منڈیوں کے نام بھی ذکرکرتے ہیں۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”اسواق العرب القدیمۃ وقدذکرناھاعدن ومکۃوالجند ونجران وذی المجاز وعکاظ وبدرومجنۃومنی وحجروالیمامۃ وھجرالبحرین“۔(٧)

”عرب کے قدیم بازارجن کا ہم نے ذکرکیا ہے وہ عدن ،مکہ ،الجند ،نجران ،ذی المجاز ،عکاظ ،بدر،مجنۃ،منی ،حجر،الیمامۃ اورھجر البحرین ہیں“۔

ابن حبیب نے اپنی کتاب المحبر میں عرب کی قدیم تجارتی منڈیوں کوقدرے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔اور ہرایک منڈی کا مختصر تعارف،مقام اوروقت بھی بتایاہے۔انھوں نے بھی عرب کی تجارتی منڈیوں کی تعدادبارہ ہی بتائی ہے۔جن کے نام یہ ہیں:”دومۃ الجندل،المشقر ،صحار،دبا،الشحر ،عدن،صنعاء،رابیہ،عکاظ،ذی المجاز،نطاۃ اورحباشہ“۔(٨)

عرب کی تجارتی منڈیوں کی تعداد اور ناموں میں اختلاف سے ظاہر ہوتا ہے کہ بعض تجارتی منڈیاں ایسی بھی ہوں گی جن کا ذکرنہیں ملتا۔

اہل مکہ کا سامان تجارت

اہل مکہ جن اشیاء کی تجارت کرتے تھے ان میں جانوروں کی کھالیں، چمڑے، کپڑے، چاندی،منقہ، کشمش، گوند، گندم، یمنی چادریں،عدنی کپڑے،جنگی سازوسامان،اسلحہ،لوہے کی بنی ہوئی اشیاء وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ہاشم

بن عبدمناف نے قیصر روم سے ملاقات میں جو اپنے تجارتی قافلوں کے لیے امان کی درخواست کی تھی اس میں انھوں نے خاص طور پر حجازی چمڑے اور کپڑے کا ذکر کیا تھا۔انھوں نے کہا:

"ایھا الملك ان قومی تجار العرب فان رایت ان تکتب لی کتاباتؤمن تجارتھم فیقدمون علیك ممایستطرف من ادم الحجازوثیابه فتباع عندکم فھوارخص علیکم فکتب له کتاب امان لمن یقدم منھم"۔(۹)

''اے بادشاہ! میری قوم عرب کے تاجر ہیں۔اگر آپ مجھے ان کی تجارت کے لیے امان لکھ دیں تو وہ آپ کے پاس حجاز کا چمڑا اور کپڑے لائیں گے،وہ آپ کے پاس سستا فروخت ہوگا۔پس اس نے ان کوان کے آنے والے(تاجروں) کے لیے امان لکھ دی''۔

ڈاکٹر جوادعلی ''المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام'' میں قریش مکہ کی تجارتی سامان کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"والادم و الزبیب والصمغ والبر والبرود الیمانیة والثیاب العدنیة والاسلحةومصنوعات الحدید والمعادن الاخری وھی من اھم السلع الرئیسیة التی تتکون منھا تجارة قریش"۔(۱۰)

''(قریش جن اشیاء کی تجارت کرتے تھے وہ) پنیر،منقہ،کشمش،گندم،یمنی چادریں،عدنی کپڑے،جنگی سازوسامان،اسلحہ،لوہے کی بنی ہوئی اشیاء اوردیگر معدنیات تھیں۔یہ وہ اہم سامان تجارت تھا جس سے قریش کی تجارت ہوتی تھی''۔

امام طبری لکھتے ہیں:

''ابوسفیان ایک دفعہ عراق کی طرف تجارتی قافلہ لے کر گئے ۔ان کے ساتھ کئی تاجر تھے جن کے پاس کثیر مقدار میں چاندی تھی۔اور یہ ان کی تجارت کا بڑا حصہ تھا''۔(۱۱)

اس کے علاوہ عرب ان چیزوں کے ساتھ تجارتی اشیاء کا تبادلہ بھی کرتے تھے جو دیگر ملکوں سے عرب میں آتی تھیں۔اور کبھی ان کی مصنوعات کوخرید بھی لیا کرتے تھے۔ ہر دوصورتیں یعنی مصنوعات تجارت کا تبادلہ یا خریداری عربوں کے ہاں پائی جاتی تھی۔

اہل مکہ کے ہاں نقود اور وزن کے پیمانے:

اہل مکہ اپنی تجارت اور لین دین میں وزن کے جو پیمانے استعمال کرتے تھے ان میں درہم،دینار،رطل ،اوقیہ اوروسق مشہور تھے۔ان میں سے درہم فارسی پیمانہ تھا جوکہ چاندی کا بناہواہوتا تھا جبکہ دینارسونے سے بنا ہوارومی پیمانہ تھا۔یہ دونوں پیمانے عجمی تھے لیکن عرب میں استعمال ہوتے تھے۔ایک رطل بارہ اوقیہ چاندی کا ہوتا تھا

اور ایک اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے تھے۔اس طرح ایک رطل میں چارسواسی درہم ہوتے تھے۔اہل مکہ قبل از اسلام ان پیمانوں کو اپنی تجارت کے لیے استعمال کرتے تھے۔اسلام نے بھی ان پیمانوں کو برقرار رکھا۔

علامہ بلاذری رقمطراز ہیں:

"الحسن بن صالح قال: كانت الدراهم من ضرب الاعاجم"۔(١٢)

''حسن بن صالح کہتے ہیں: دراہم عجمیوں کی (نقود کی) اقسام میں سے ہیں''۔

علامہ بلاذری ایک اور جگہ عبداللہ بن ثعلبہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"كانت دنانير هرقل ترد على اهل مكة فى الجاهلية وترد عليهم دراهم الفرس البغلية، فكانوا لايتبايعون الا على أنها تبر وكان المثقال عندهم معروف الوزن وزنه اثنان وعشرون قيراطا الا كسرا، ووزن العشرة الدراهم سبعة مثاقيل فكان الرطل اثنى عشر اوقية وكل اوقية اربعين درهما، فاقر رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك واقره ابو بكر وعمر وعثمان وعلى "۔(١٣)

''ہرقل کے دینار جاہلیت میں اہل مکہ کے ہاں استعمال ہوتے تھے۔اہل فارس کے درہم بھی استعمال ہوتے تھے۔عرب ان سے اس وقت تجارت کرتے تھے جب وہ ڈلی کی شکل میں ہوتے تھے۔ ان کے نزدیک مثقال کا وزن تقریباً بائیس قیراط تھا اور دس درہم سات مثقال کے برابر تھے۔جبکہ رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا تھا اور ہر اوقیہ میں چالیس درہم ہوتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے اسے برقرار رکھا اور ابوبکرؓ،عمرؓ،عثمانؓ اور علیؓ نے بھی''۔

علامہ بلاذری نے عبدالرحمٰن بن سابط الجمحی کا بیان نقل کیا ہے:

"كانت لقريش اوزان فى الجاهلية فدخل الاسلام فاقرت على ما كانت عليه،كانت قريش تزن الفضة بوزن تسميه درهما وتزن الذهب بوزن تسميه دينارا فكل عشرة من أوزان الدراهم سبعة اوزان الدنانير، وكان لهم وزن الشعيرة وهو واحد من الستين من وزن الدرهم، وكانت لهم الاوقية وزن اربعين درهما والنش وزن عشرين درهما، وكانت لهم النواة وهى وزن خمسة دراهم فكانوا يتبايعون بالتبر على هذه الاوزان، فلما قدم صلى الله عليه وسلم مكة اقرهم على ذلك"۔(١٤)

''جاہلیت میں قریش کے کچھ اوزان تھے۔جب اسلام آیا تو وہ اسی طرح برقرار رہے۔قریش چاندی

کا وزن درہم کے ساتھ کرتے تھے اور سونے کا وزن دینار کے ساتھ۔ ہر دس درہم کا وزن سات دینار کے برابر تھا۔اور وہ ''شعیرہ'' کے ساتھ بھی وزن کرتے تھے جو ایک درہم کا ساٹھواں حصہ تھا۔ان کے ایک اوقیہ کا وزن چالیس درہم کے برابر اور ایک نش کا وزن بیس درہم کے برابر ہوتا تھا۔ان ایک وزن کا پیمانہ نواۃ تھا جو پانچ درہم کے برابر تھا۔وہ ان اوزان کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔جب آپ ﷺ کا زمانہ آیا تو آپؐ نے اسے برقرار رکھا''۔

قبل از بعثت مکہ کے مشہور تاجر

قبل از بعثت نبوی مکہ میں کئی افراد تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے۔ان میں سے بعض ایسے تاجر بھی تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی تجارتی معاملہ کیا۔ان میں سے زیادہ مشہور ابوبکر صدیقؓ،آپ ﷺ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب ،نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب ، ابوطالب،ابوسفیان،حکیم بن حزام،السائب ابن ابی السائب، ابوالعاص بن الربیع ہیں۔

ابوبکر صدیقؓ کا شمار مکہ کے مالدار تاجروں میں ہوتا تھا۔آپ نے ہمیشہ دیانت داری سے تجارت کی۔کبھی آپ نے ملاوٹ نہ کی اور نہ ہی آپ نے کبھی کسی پر ظلم کیا۔آپ کو سودی کاروبار سے بھی سخت نفرت تھی۔مال تجارت سے فقراء ومساکین کا حق نکالنا بھی آپ کا شیوہ تھا۔آپ نے جزیرہ عرب کے مختلف علاقوں اور بلاد شام کی طرف کئی تجارتی سفر کیے۔یہاں تک کہ آپ کے بارے میں ابن سعد رقمطراز ہیں:

"وکان ابوبکر یختلف الی بلاد الشام وکان یعرف"۔(۱۵)

''ابوبکرؓ بلاد شام کے مختلف علاقوں کی طرف سفر کرنے میں مشہور تھے''۔

ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بھی تجارتی سفر کیے۔سب سے پہلا سفر وہ تھا جس میں آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا تھا۔اس وقت آپ کی عمر سات سال تھی (۱۶)۔اس کے بعد ایک سفر اس وقت کیا جب آپ ﷺ کی عمر مبارک بیس سال اور ابوبکرؓ کی اٹھارہ سال تھی۔(۱۷)

آپ ﷺ کے چچا عباسؓ بن عبدالمطلب بھی تجارت سے منسلک تھے۔طائف میں آپ کے انگوروں کے باغات تھے۔آپ کا شمار بنو ہاشم کے مالدار افراد میں ہوتا تھا۔آپ کی زیادہ تر تجارت یمن کی طرف ہوتی تھی۔عفیف الکندی کا بیان ہے:

کان العباس لی صدیقا وکان یختلف الی الیمن لیشتری العطر ویبیعه فی المواسم۔(۱۸)

''عباسؓ میرے دوست تھے۔وہ اکثر یمن جایا کرتے تھے۔وہاں سے عطر خریدتے اور مواسم میں اس کو بیچ دیتے تھے''۔

نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب ،رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔آپ اسلحہ کے تاجر تھے۔خاص طور پر نیزوں کی خرید وفروخت کرتے تھے۔غزوہ بدر میں قیدی بن کر آئے تو آپ ﷺ نے ان سے نیزے کا فدیہ طلب کیا۔(۱۹)

ابو طالب عبدمناف بن عبدالمطلب ،رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے۔یہ بھی تجارت کے پیشے سے منسلک تھے۔آپ ﷺ نے لڑکپن میں ان کے ساتھ ملک شام کا تجارتی سفر کیا تھا۔جس میں ان کی بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی ۔(۲۰)

ابوسفیان کا شمار مکہ کے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا۔مکہ کے تجارتی قافلے اکثر آپ کی سیادت میں ملک شام اور بلادِ عجم کا سفر کیا کرتے تھے۔آپ چاندی، چمڑا اور پنیر کی تجارت کرتے تھے۔ابن قتیبہ نے ابوسفیان کی تجارت کے بارے میں لکھا ہے:

"کان ابوسفیان بن حرب یبیع الزیت والادم"۔(۲۱)

''ابوسفیان پنیر اور چمڑے کا کاروبار کرتے تھے''۔

حکیم بن حزام،ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے۔آپ صاحب ثروت اور مالدار تاجر تھے۔آپ مکہ اور گردونواح کے بازاروں میں تجارت کے ساتھ ساتھ شام ویمن میں بھی تجارت کے لیے جایا کرتے تھے۔مکہ کے لوگ اپنا مال تجارت آپ کے سپرد کر دیتے جس سے آپ تجارت کرتے تھے اور جو نفع ملتا اس کو تقسیم کر لیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی آپ نے تجارت کی تھی، یہ اس وقت ہوا جب آپؐ حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت سوق حباشہ میں لے کر گئے تھے۔وہاں انھوں نے آپ سے تہامہ کا کپڑا خریدا تھا۔

ابن بکار،حکیم بن حزام کی تجارت کے متعلق رقمطراز ہیں:

"کنت احضر الاسواق و کانت لنا ثلاثة اسواق "۔(۲۲)

''(حکیم بن حزام کہتے ہیں) میں بازاروں میں حاضر ہوتا تھا۔اس وقت ہمارے تین بازار تھے۔ایک بازار سوق عکاظ تھا جو یکم ذوالقعدہ سے شروع ہوتا اور بیس دن تک رہتا تھا۔عرب یہاں تجارت کے لیے کر آتے تھے۔میں نے اسی بازار سے اپنی چچی خدیجہؓ کے لیے زیدبن حارثہ (غلام) کو خریدا تھا۔۔۔دوسرا بازار مجنہ تھا جو (ذوالقعدہ کے آخری) دس دن لگتا تھا۔جبکہ یکم ذوالحج کو ذوالمجاز کا بازار شروع ہوجاتا تھا۔یہ آٹھ دن تک جاری

رہتا۔ان تمام بازاروں میں رسول اللہ ﷺ تبلیغ کی غرض سے حاضر ہوتے اور مختلف قبائل کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تھے''۔(۲۳) طبقات ابن سعد میں ہے کہ حکیم بن حزام کہتے ہیں:

"كنت أعالج البز والبر فى الجاهلية فكنت رجلا تاجرا اخرج الى اليمن والى الشام فى الرحلتين فكنت اربح ارباحا كثيرا "(٢٤)

''میں جاہلیت میں کپڑے اور گندم کا کاروبار کرتا تھا۔میں تجارت کے لیے ملک شام اور یمن کے سفر پر جاتا تھا۔مجھے اس سے بہت نفع حاصل ہوتا تھا''۔

سائب ابن ابی السائب بعثت نبوی سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے تجارت میں شراکت دار ہوتے تھے۔فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا:

"كنت شريكى فى الجاهلية فكنت خير شريك لاتداريني ولاتماريني"-(٢٥)

''جاہلیت میں آپ (میرے تجارت میں) شریک تھے۔آپ بہت اچھے شراکت دار تھے۔آپ نہ کنجوسی کرتے تھے اور نہ ہی جھگڑا کرتے تھے''۔

ابوالعاص لقیط بن الربیع بن عبدالعزی، رسول اللہ ﷺ کے داماد تھے۔آپ کا شمار مکہ کے نوجوان تاجروں میں ہوتا تھا۔آپ قریش مکہ کے موسم گرما اور سرما کے دونوں اسفار تجارت میں ملک شام اور یمن کا تجارتی سفر کرتے تھے۔آپ کا تجارتی قافلہ سو اونٹ اور دو سو آدمیوں پر مشتمل ہوتا تھا۔مکہ کے لوگ اپنا مال تجارت آپ کے سپرد کرتے تھے تاکہ آپ تجارت کریں اور نفع میں ان کو شریک کریں۔(۲۶)

آپ کے اسلام لانے کے قصہ میں ہے کہ آپ ملک شام سے تجارتی قافلہ واپس لے کر آرہے تھے۔راستے میں صحابہ کرامؓ کے ایک دستے نے آپ کا قافلہ پکڑ لیا۔وہ اس قافلہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ لے آئے جو آپ کے اسلام لانے کا سبب بنا۔(۲۷)

مکہ کی بعض نامور خواتین بھی تجارت کرتی تھیں۔ان میں سرفہرست حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ تھیں۔جنھوں نے آپ ﷺ کو اپنا مال تجارت کے لیے سپرد کرنے کی پیشکش کی تھی جو آپ نے قبول فرمائی۔(۲۸) ابوجہل کی والدہ کا شمار بھی مکہ کی خواتین تاجروں میں ہوتا تھا۔یہ عطر کی تجارت کرتی تھیں۔(۲۹) اسی طرح ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بھی تجارت کے پیشے سے منسلک تھیں۔(۳۰)

تجارتِ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کا حصہ

رسول اللہ ﷺ کی جب ولادت باسعادت ہوئی اس وقت مکہ تجارت کا مرکز بن چکا تھا۔مشہور تجارتی بازار

اورمنڈیاں اپنے معین اوقات میں کام کر رہی تھیں۔ان بازاروں میں جزیرہ عرب اوراطراف عالم سے آئے ہوئے لوگ سامان تجارت کی خرید وفروخت کرتے تھے۔آپ ﷺ کا خاندان بھی تجارت کے پیشے سے منسلک چلا آرہا تھا۔ بلکہ آپ ﷺ کے والد ماجد کی تو وفات ہی ایک تجارتی سفر میں ہوئی تھی۔(۳۱) لہٰذا آپ ﷺ کی طبیعت بھی تجارت کی طرف مائل ہوئی۔آپ ﷺ نے ایک روایت کے مطابق نوسال (۳۲) اور دوسری راویت کے مطابق بارہ سال(۳۳) کی عمر میں پہلا تجارتی سفر اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ ملک شام کی طرف اختیار کیا۔ابن سعد رقمطراز ہیں:

"لما بلغ رسول الله ﷺ اثنتی عشرة سنة خرج به ابو طالب الی الشام فی العیر التی خرج فیها للتجارة"(٣٤)

''جب رسول اللہ ﷺ کی عمر بارہ سال ہوئی توابوطالب آپ ﷺ کوشام کی طرف تجارتی قافلے میں اپنے ساتھ لے کر گئے تھے''۔

رسول اللہ ﷺ نے سن بلوغت کے بعد کچھ عرصہ تک بکریاں چرائیں لیکن پھر آپ ﷺ نے اپنے آباؤاجدادوالا پیشہء تجارت ہی اختیار کیااورتجارت مکہ میں بھر پور حصہ ڈالا۔آپ ﷺ نے ابتدائی طور پر مکہ اوراس کے گردونواح میں تجارت کی۔پھرمکہ سے باہربھی آپ ﷺ نے تجارت کی۔رسول اللہ ﷺ اپنی تجارت میں خرید وفروخت دونوں کیا کرتے تھے۔

ابوعثمان عمروبن بحرالجاحظ نے اپنے رسالہ مدح التجاروذم عمل السلطان میں لکھا ہے:

"وقد غبرالنبی ﷺ برهة من دهره تاجرا ، وشخص فیه مسافرا ، وباع واشتری حاضرا"۔(٣٥)

''رسول اللہ ﷺ کچھ مدت کے لیے تجارت کرتے رہے،آپ ﷺ نے تجارتی مال خریدا اورفروخت کیا''۔

کتاب''السیرۃ الحلبیۃ''میں ہے:

" وکان ﷺ یتجر قبل النبوة قبل ان یتجر لخدیجة ، وکان شریکا للسائب بن ابی السائب صیفی ۔ ولما قدم علیه السائب یوم فتح مکة قال له :مرحبا بأخی وشریکی ، کان لا یداری ولا یماری"۔(٣٦)

''رسول اللہ ﷺ نبوت سے پہلے اورحضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت سے بھی پہلے،تجارت کیا کرتے تھے۔آپ سائب بن ابی سائب صیفی کے شراکت دار تھے۔یہی وجہ ہے کہ جب فتح مکہ

کے موقع پر سائب آپؐ کے پاس حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا:خوش آمدید! میرے بھائی اورمیرے شراکت دار، وہ ریاکاری نہیں کرتے تھے اور نہ ہی جھگڑا کرتے تھے‘‘۔

ڈاکٹر جوادعلی اپنی کتاب ’’تاریخ العرب فی الاسلام‘‘ میں رقمطراز ہیں:

”وقد تکسب محمد بالاشتغال بالبیع والشراء مستقلا باعماله احیاناومشترکامع غیره احیانااخری فکان یبیع ویشتری بمکة او فی اسواق الحجاز و بعض اسواق الیمن مثل سوق حباشة وهوموضع بارض الیمن بینه وبین مکة ست لیال یقام لمدة ثلاثة ایام من اول شهر رجب فی کل عام “۔(۳۷)

’’رسول اکرم ﷺ نے کسب معاش کے لیے تجارت میں مشغولیت اختیار کی۔آپؐ تجارت میں کبھی اکیلے اور کبھی کسی دوسرے کی شراکت میں کاروبار کرتے تھے۔آپؐ مکہ میں،حجاز کے بازاروں میں اوریمن کے بازاروں میں خریدوفروخت کرتے تھے۔جیسے حباشہ کا بازار جوکہ یمن کے علاقے میں مکہ سے چھ راتوں کی مسافت پر تھا۔یہ بازار ماہ رجب کے ابتدائی تین دن کے لیے لگتا تھا‘‘۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی تجارت کے ابتدائی ایام میں مکہ اور اس کے قرب وجوارمیں کاروبار کیا۔اگرچہ بعدمیں آپؐ نے تجارت کے لیے مکہ سے باہر بھی سفراختیار کیا۔لیکن یہ اس وقت ہوا جب حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال تجارت آپؐ کے سپرد کیا۔

حضرت خدیجہؓ کے مال سے رسول اللہ ﷺ کی تجارتی مستاجرت

نبی کریم ﷺ رشتہ ءازدواج سے منسلک ہونے سے پہلے اپنے چچاابوطالب کے ہاں رہائش پذیر تھے۔وہ کثیرالعیال تھے لیکن بہت زیادہ مالدارنہیں تھے۔آپؐ بھی اپنی ابتدائی تجارت سے اتنازیادہ مال نہیں کماتے تھے کہ جس سے ان کی اتنی مدد کرسکیں تاکہ اس سے ان کے اہل وعیال کا گزربسر ہوسکے۔لہذا ایک دن انھوں نے آپؐ سے کہا: اے بھتیجے! میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کے پاس مال نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تجارت ہے۔ہمارے مالی حالات بھی بہت کمزور ہیں۔یہ تیری قوم(قریش) کاتجارتی قافلہ ہے جو ملک شام کی طرف کوچ کرنے کی تیاری کررہا ہے۔خدیجہؓ بنت خویلد اپنے قافلے میں لوگوں کو مال تجارت دے کر بھیجتی ہیں جو منافع کماتے ہیں۔اگرآپؐ ان کے پاس جاکراپنے آپ کواس تجارت کے لیے پیش کریں تو وہ یقیناً آپ کودوسروں پرترجیح دیں گی اوردوسروں کی بہ نسبت زیادہ معاوضہ بھی عطا کریں گی۔لہٰذا آپؐ کا ان سے رابطہ ہوا،وہ آپ کی صداقت،امانت اوردیانت داری سے واقف تھیں،انھوں نے دوگنامعاوضہ کی پیش کش کے ساتھ اپنامال تجارت آپؐ کے سپردکردیا۔

ابن سعد، رقمطراز ہیں:

"لما بلغ رسول الله ﷺ خمسا وعشرين سنة قال له ابو طالب: انا رجل لا مال لی وقد اشتد الزمان علينا، وهذه عير قومك وقد حضر خروجها الى الشام، وخديجة بنت خويلد تبعث رجالا من قومك فی عيراتها، فلو جئتها فعرضت نفسك عليها لاسرعت اليك، وبلغ خديجة ما كان من محاورة عمه له ، فارسلت اليه فی ذلك، وقالت له: انا اعطيك ضعف ما اعطی رجلا من قومك"۔(۳۸)

''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی ہوئی تو ابوطالب نے آپؐ سے کہا: میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کے پاس مال نہیں ہے اور زمانہ بھی ہم پر سخت آ گیا ہے۔ یہ تیری قوم (قریش) کا تجارتی قافلہ ہے جو ملک شام کی طرف کوچ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ خدیجہؓ بنت خویلد اپنے قافلے میں لوگوں کو مال تجارت دے کر بھیجتی ہیں۔ اگر آپؐ ان کے پاس جا کر اپنے آپ کو اس تجارت کے لیے پیش کریں تو وہ یقیناً آپ کو قبول کرنے میں جلدی کریں گی۔ حضرت خدیجہؓ کو آپؐ کے چچا آپؐ کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا علم ہو گیا۔ لہذا انھوں نے آپ کی طرف اس بارے میں پیغام بھیجا اور کہا: میں تمھیں تمہاری قوم کے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت دوگنا معاوضہ عطا کروں گی''۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارت کی مستاجرت ابوطالب نے حضرت خدیجہؓ کے پاس خود جا کر طلب کی تھی اور دوگنا معاوضہ کی شرط بھی ابو طالب نے ہی لگائی تھی، جس کو حضرت خدیجہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خوشی سے قبول کر لیا۔ چنانچہ اس کے متعلق السیرۃ الحلبیۃ میں ہے:

"قد جاء فی بعض الروايات: ان ابا طالب جاء لخديجة ، وقال لها: هل لك ان تستأجری محمدا؟ فقد بلغنا انك استأجرت فلانا ببكرتين، وليس نرضی لمحمد دون اربع بكرات، فقالت خديجة : لو سألت لبعيد بغيض، فكيف وقد سألت لحبيب قريب؟"۔(۳۹)

''بعض روایات میں ہے کہ ابوطالب حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا: کیا آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اجرت پر قبول کرتی ہیں؟ ہمیں معلوم ہوا کہ آپ فلاں کو دو جوان اونٹنیاں اجرت عطا کرتی ہیں، لیکن ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے چار جوان اونٹنیوں سے کم اجرت پر راضی نہیں ہوں گے۔ اس پر حضرت خدیجہؓ نے کہا: اگر آپ کسی دور کے ناپسندیدہ شخص کے لیے (اس قدر معاوضہ) طلب کرتے (تو بھی قبول ہوتا)، اب جبکہ آپ نے قریبی حبیب کے لیے (اس قدر معاوضہ)

طلب کیا ہے تو کیسے (قبول نہیں ہوگا)؟''

اسی سے ملتی جلتی روایت ''طبقات ابن سعد'' میں بھی ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

"قال ابو طالب: یا ابن اخی قد بلغنی ان خدیجة استأجرت فلانا ببکرین ولسنا نرضی لك بمثل ما اعطته فهل لك ان تكلمها؟ قال:ما احببت! فخرج الیها فقال: هل لك یا خدیجة ان تستأجری محمدا؟ فقد بلغنا انك استأجرت فلانا ببكرين ، ولسنا نرضى لمحمد دون اربع بكار ۔ قال: فقالت خدیجة: لو سألت ذاك لبعید بغیض فعلنا ۔ فكیف وقد سألت لحبیب قریب؟"(٤٠)

لہٰذااس تجارتی مستاجرت کے نتیجے میں آپؐ نے دوگنامعاوضہ کی پیش کش قبول کرلی اورملک شام کی طرف تجارت کے لیے روانہ ہوگئے۔اس سفر میں حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آپؐ کے ساتھ تھا۔نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت کے ساتھ مختلف علاقوں کے باختلاف روایات پانچ سفر کیے جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے تجارتی اسفار

رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران مختلف تجارتی سفر کیے۔ان میں ملک شام، ملک یمن، حجاز مقدس اور مکہ کے قرب وجوار کے چھوٹے بڑے تجارتی سفر شامل ہیں۔ان میں سے بیشتر سفر حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت کی خرید وفروخت کی غرض سے اختیار کیے گئے۔جبکہ بعض سفر ایسے بھی تھے جن میں دیگر لوگوں کا مال بھی حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت کے ساتھ شامل ہوتا تھا۔آپؐ کے تجارتی سفر مستاجرت، مضاربت اور شراکت کا مرکب تھے۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1- رسول اللہ ﷺ کے تجارتی اسفار میں سب سے پہلا سفر وہ تھا جو آپؐ نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کی طرف سفر کیا۔لیکن اس سفر میں آپؐ کی ملاقات بلاد شام کے ایک مقام بُصریٰ پر بحیرا نامی ایک راہب سے ہوئی جس نے آپؐ کی شخصیت میں علامات نبوت کو پالیا۔لہذا اس نے ابوطالب کو مشورہ دیا کہ اس بچے کو ملک شام میں حاسد یہودیوں کے شر سے نقصان ہوسکتا ہے۔چنانچہ ابوطالب نے آپؐ کو مکہ واپس بھیج دیا۔(۴۱) یہ سفر آپ ﷺ کا اس وقت کا سب سے دور کا سفر تھا۔اس میں آپؐ نے اپنے شہر کے باہر کے لوگوں کی زندگی کو دیکھا۔اس سفر کے راستے میں آپؐ نے وادی القری، مدین، بصری اور کئی ایسے علاقے دیکھے جن میں زراعت وہریالی، سرسبز وشادابی اور خوبصورتی کی مثالیں ایسی تھیں جو وادی بطحاء کے صحراء میں کم ہی ملتی تھیں۔

2- دوسرا سفر وہ ہے جس کے بارے میں بعض اہل سیر نے ابن مندہ کی ایک روایت کے حوالے سے نقل کیا ہے

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس سال کی عمر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ بھی ملک شام کا ایک سفر کیا تھا، اس وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ لیکن اس روایت میں کلام ہے، اگر یہ روایت درست ہو تو یہ سفر حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت کے سفر کے علاوہ ہوگا۔ کیونکہ بیس سال کی عمر میں آپ کا حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت کا ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اس وقت آپؐ کی عمر پچیس سال تھی جب آپ نے حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت شروع کی۔
امام القسطلانی المواهب الدنیه بالمنح المحمدية میں اس سفر کے متعلق رقمطراز ہیں:

”واخرج ابن منده ، بسند ضعيف عن ابن عباس: ان ابا بكر الصديق رضى الله عنه صحب النبى صلى الله عليه وسلم وهو ابن ثمان عشرة ، والنبى صلى الله عليه وسلم ابن عشرين سنة ، وهم يريدون الشام فى تجارة، حتى نزل منزلا فيه سدرة، فقعد فى ظلها، ومضى ابو بكر الى راهب يقال له بحيرى، يساله عن شىء ، فقال له: من الرجل الذى فى ظل الشجرة، فقال له: محمد بن عبد الله بن عبد المطلب، قال: هذا والله نبى، ما استظل تحتها بعد عيسى عليه السّلام الا محمد، فوقع فى قلب ابى بكر التصديق، فلما بعث النبى صلى الله عليه وسلم اتبعه“۔(٤٢)

”اور ابن مندہ نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں: ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت اختیار کی جب ان کی عمر اٹھارہ سال تھی اور آپؐ کی عمر بیس سال تھی۔ اس سفر میں وہ ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے گئے یہاں تک کہ انھوں نے ایک بیری کے درخت کے سائے نیچے پڑاؤ کیا۔ ابوبکرؓ ایک راہب کے پاس گئے جس کا نام بحیری تھا۔ اس نے ان سے پوچھا: درخت کے سائے کے نیچے کس آدمی نے پڑاؤ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم یہ نبی ہیں۔ اس درخت کے نیچے عیسی علیہ السلام کے بعد کسی نے پڑاؤ نہیں کیا سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ ابوبکرؓ کے دل میں اس بات کی تصدیق بیٹھ گئی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ نے ان کی اتباع کی“۔

اس سفر کے بارے میں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی سفر ہے جو آپؐ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ ملک شام کی طرف کیا تھا۔(۴۳) لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اس وقت آپؐ کی عمر بارہ سال تھی جبکہ اس سفر میں بیس سال ہے۔ نیز حافظ ابن حجر نے ”الاصابۃ“ میں اس سفر کے بارے میں کہا ہے:

” ان صحت هذه القصة فهى سفرة اخرى بعد سفرة ابى طالب“۔(٤٤)

”اگر یہ قصہ صحیح ہو تو یہ ابو طالب کے سفر کے بعد کا واقعہ ہے“۔

3- تیسرا سفر وہ ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت سے مستاجرت شروع کی۔راجح قول کے مطابق حضرت خدیجہؓ کے مال سے یہ پہلا سفرتجارت ملک شام کی طرف تھاجیسا کہ کثیرروایات میں اس کی تفصیل موجود ہے۔جبکہ بعض راویات میں یہ بھی ہے کہ یہ سفریمن کے بازار''سوق حباشہ'' کی طرف تھا۔لیکن اکثرسیرت نگاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہؓ کے مال سے پہلا سفرتجارت ملک شام کی طرف ہی بیان کیا ہے۔جیسا کہ ابن اسحاق کا بیان ہے:

”وكانت خديجة ابنة خويلد امرأة تاجرة ذات شرف ومال، تستأجر الرجال فى مالها وتضاربهم اياه بشىء تجعله لهم منه ، وكانت قريش قوماً تجاراً ، فلما بلغها عن رسول الله ﷺ ما بلغها من صدق حديثه ، وعظم أمانته ، وكرم أخلاقه ، بعثت اليه ، فعرضت عليه ان يخرج فى مالها تاجرا الى الشام ، وتعطيه افضل ما كانت تعطى غيره من التجار مع غلام لها يقال له ميسرة ، فقبله منها رسول الله ﷺ، وخرج فى مالها ذلك ، ومعه غلامها ميسرة ، حتى قدم الشام“۔(۴۵)

حضرت خدیجہؓ بنت خویلد ایک معزز اور مال دار خاتون تھیں۔وہ لوگوں سے اپنے مال کی تجارت کے لیے مستاجرت طلب کرتی تھیں اور ان سے مضاربت کا معاوضہ ادا کرتی تھیں۔اور قریش تاجرقوم تھے۔جب خدیجہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی،دیانت داری اور اخلاق کی بلندی کا علم ہوا تو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ آپؐ ان کا مال تجارت کے لیے ملک شام لے جائیں ،اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر تاجروں کے مقابلے میں زیادہ معاوضہ ادا کریں گی اور اس سفر میں ان کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہوگا۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پیش کش کو قبول کرلیا اور ان کا مال لے کر ملک شام کی طرف روانہ ہوگئے،اور ان کا غلام میسرہ بھی آپؐ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ آپؐ ملک شام پہنچ گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے مال سے پہلا سفرتجارت ملک شام کی طرف تھا۔یہ روایت اکثرسیرت نگاروں نے بیان کی ہے۔البتہ الفاظ مختلف ہو سکتے ہیں لیکن یہ قدرمشترک ہے کہ یہ سفرملک شام ہی کی طرف تھا۔تاہم وہ روایت جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے مال سے پہلا سفریمن کے بازار''سوق حباشہ'' کی طرف تھااس کوامام عبدالرزاق الصنعانی نے اپنی کتاب''مصنف عبدالرزاق''میں امام زہری سے روایت کیاہے،اس میں ہے:

”فلما استوى وبلغ اشده، وليس له كثير من المال استأجرته خديجة ابنة خويلد الى

سوق حباشة وهو سوق بتهامة واستأجرت معه رجلا آخر من قريش، فقال رسول الله ﷺ وهو يحدث عنها ما رايت من صاحبة اجيرخيرا من خديجة، ما كنا نرجع انا وصاحبى الا وجدنا عندها تحفة من طعام تخبئه لنا"۔(٤٦)

''جب آپ ﷺ جوان ہوئے ،اورآپ کے پاس مال نہیں تھا تو حضرت خدیجہؓ بنت خویلد نے آپؐ سے تہامہ کے بازار''سوق حباشہ'' کی طرف تجارت کے لیے مستاجرت طلب کی اور قریش کے ایک اورآدمی کوبھی آپؐ کے ساتھ کیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس واقعے کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا: میں نے خدیجہؓ سے زیادہ بہترکسی بھی صاحب اجیرکونہیں پایا۔جب بھی میں اورمیرا ساتھی واپس ان کے پاس آتے وہ ہمارے لیے کھانے کاتحفہ تیاررکھتی تھیں''۔

اس سفرکے بارے میں ایسی ہی ایک روایت امام طبری نے بھی بیان کی ہے:

"عن ابن شهاب الزهرى - وقد قال ذلك غيره من اهل البلد : ان خديجة انما كانت استأجرت رسول الله ﷺ ورجلا آخر من قريش الى سوق حباشة بتهامة"۔(٤٧)

''ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ اور قریش کے ایک اورآدمی سے تہامہ کے بازار''سوق حباشہ'' کی طرف تجارت کے لیے مستاجرت طلب کی تھی''۔

لیکن یہ روایت درست نہیں۔امام طبری نے ہی اس روایت کے تعاقب میں محمد بن سعد کے حوالے سے واقدی کاقول بیان کرتے ہوئے لکھاہے:''قال الواقدی : فكل هذا غلط''۔(۴۸) واقدی نے کہا: یہ سب غلط ہے۔نیزاس کی بہ نسبت اس سفرکے بارے میں ملک شام کی روایات زیادہ مستند،معتبراورقوی ہیں۔تاہم اگراس سفرسے مرادحضرت خدیجہؓ کی مستاجرت میں پہلاسفرنہ ہوبلکہ کوئی اورسفرہوتوپھرشایداس میں تعارض ختم ہوسکتاہے۔کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت سے یمن کی طرف بھی چندسفرکیے جوصحیح روایات سے ثابت ہیں۔

4- چوتھاسفروہ ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت سے یمن کے ایک مشہور بازار''سوق حباشہ'' کی طرف سفرکیا۔جیسا کہ حکیم بن حزامؓ کہتے ہیں:

"رأيت رسول الله ﷺ حضر، واشتريت منه بزا من بز تهامة ، وقدمت به مكة ، فذلك حين ارسلت خديجة الى رسول الله ﷺ تدعوه الى ان يخرج لها فى تجارة الى سوق حباشة ، وبعثت معه غلامها ميسرة ، فخرجا فأبتاعا بزا من بز الجند وغيره مما فيها من التجارة ، ورجعا الى مكة ، فربحا ربحاً حسناً وكانت سوقاً تقوم ثمانية ايام"۔(٤٩)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو (سوق حباشہ) میں دیکھا تھا۔میں نے آپؐ سے تہامہ کا کپڑا خریدا اور اسے مکہ لے آیا۔یہ اس وقت ہوا جب حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا مال تجارت دے کر سوق حباشہ کی طرف بھیجا تھا۔اس سفر میں ان کا غلام میسرہ بھی ساتھ تھا۔لہذا وہ دونوں وہاں گئے اور انھوں نے جند مقام کا بنا ہوا کپڑا خریدا اور مزید کچھ تجارت کی۔پھر واپس مکہ لوٹ آئے۔ انھوں نے بہت زیادہ منافع کمایا۔یہ بازار آٹھ دن تک جاری رہتا تھا''۔

5- پانچواں سفر وہ ہے جس میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے مال تجارت سے یمن کے ایک مقام'' جُرش'' کی طرف کیا۔جیسا کہ مستدرک حاکم میں ہے:

"عن جابر رضی الله عنه ، قال: استأجرت خديجة رضوان الله عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم سفرتين الى جرش كل سفرة بقلوص"۔(۵۰)

''حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے جُرش (یمن میں ایک جگہ ہے) کی طرف دوسفروں میں دو جوان اونٹنیوں کے عوض مستاجرت طلب کی تھی''۔

اس سفر کے مقام کے اختلاف کے بارے میں صاحب السیر ۃ الحلبیۃ کا موقف تطبیق کا ہے لیکن ان کے نزدیک تطبیق یہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے مال سے پہلا سفر تجارت یمن کی طرف تھا اور دوسرا ملک شام کی طرف تھا۔وہ اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ یمن میں واقع سوق حباشہ کا سفر شام کے مقابلے میں قریب کا سفر تھا۔ اس لیے پہلے سفر قریب کا اختیار کیا گیا اور دور کا سفر بعد میں۔اور ایک وجہ یہ بھی کہ ہوسکتا تھا ابو طالب آپؐ کو پہلی مرتبہ زیادہ دور کے سفر کی اجازت شاید نہ دے پائیں، لہذا پہلی مرتبہ قریب کا سفر اختیار کیا گیا۔اس کے متعلق ''السیر ۃ الحلبیۃ'' میں ہے۔

"وأجر ﷺ نفسه من خديجة سفرتين بقلوصين، وفى السفرة الاولى ارسلته مع عبدها ميسرة الى سوق حباشة وفى السفرة الثانية ارسلته مع عبدها ميسرة الى الشام"۔(۵۱)

''رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارتی اجرت پر دو جوان اونٹنیوں کے عوض دو سفر کیے، پہلے سفر میں انھوں نے آپؐ کو اپنے غلام میسرہ کے ساتھ سوق حباشہ (یمن) کی طرف تھا بھیجا۔۔اور دوسرے سفر میں آپؐ کو اپنے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف تھا بھیجا''۔

نیز ایک اور جگہ ''السیر ۃ الحلبیۃ'' میں ہے:

"ارسلته ﷺ مع ميسرة الى سوق حباشة لقرب مسافته وقصر زمنه ، ثم ارسلته مع ميسرة الى الشام ، أو كانت خديجة لا تجوّز ان ابا طالب يرضى بسفره الى الشام ،

وانه ﷺ يوافق على ذلك فليتأمل"۔(۵۲)

''حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو سوق حباشہ کی طرف قریب کا سفر ہونے اور کم مدت لگنے کی وجہ سے پہلے بھیجا تھا۔ پھر آپؐ کو میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف بھیجا۔ یا ایک وجہ یہ بھی تھی حضرت خدیجہؓ نے سمجھا ہو کہ ابو طالب آپؐ کے (زیادہ دور) ملک شام کے سفر پر راضی نہ ہوں اور اس (قریب کے سفر) پر راضی ہو جائیں۔ پس غور کریں''۔

بلکہ نورالدین حلبی کے نزدیک تو مستدرک حاکم کی مذکورہ روایت کے پیش نظر حضرت خدیجہؓ کے مال سے ملک شام کا سفر تیسرا بنتا ہے۔ پہلے دو سفر یمن کے مقام ''جُرش'' کی طرف تھے۔ اس بارے میں وہ لکھتے ہیں: ''وفيه ان سفره مع ميسرة الى الشام سفرة ثالثة''۔ یعنی آپؐ کا میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف کا سفر (حضرت خدیجہؓ کے مال سے) تیسرا سفر تھا۔ (۵۳) یہاں تک کہ وہ مزید لکھتے ہیں:

"وهو يفيد انه ﷺ سافر لها ثلاث سفرات كما تقدم ، ولعل سوق حباشة هو جرش، والالزم ان يكون ﷺ سافر لها خمس سفرات: اربعة الى اليمن، وواحدة الى الشام"۔(۵۴)

مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت کے لیے تین سفر کیے۔ اور شاید سوق حباشہ سے مراد بھی جُرش ہی ہے، بصورت دیگر لازم آتا ہے کہ آپؐ نے ان کے لیے پانچ سفر کیے: چار یمن کی طرف اور ایک شام کی طرف''۔

رسول اللہ ﷺ کے تجارتی اصول:

قبل از بعثت تجارت میں بھی آپ ﷺ نے کئی اہم اصول متعارف کروائے۔ آپؐ ہمیشہ ان اصولوں کی پابندی فرماتے تھے۔ ان اصولوں میں سے سچ بولنا، ظلم و زیادتی نہ کرنا، دھوکہ دہی سے اجتناب کرنا، وزن تولنے میں پلڑا جھکا کر دینا، ربا (سود) سے مکمل اجتناب کرنا، تجارتی معاملات میں بھی حیاء کا مظاہرہ کرنا وغیرہ نمایاں ہیں۔ ان کی وضاحت کے لیے زیریں سطور ملاحظہ کیجیے۔

۱۔ سچ بولنا:

رسول اکرم ﷺ کی صداقت و امانت کا چرچا قبل از بعثت بھی عام تھا۔ مکہ کے لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہتے تھے۔ وہ اس بات کے عینی شاہد تھے کہ آپؐ کی زبان اقدس جھوٹ اور غلط بیانی کے عیب سے کلی طور پر پاک اور مبرا ہے۔ اسی شہرت کے پیش نظر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو اپنے مال کی تجارت کے لیے پسند فرمایا۔ اس بارے میں علامہ حلبی رقمطراز ہیں:

"ثم ارسلت الیه ﷺفقالت:انی دعانی الی البعثة الیك ما بلغنی من صدق حدیثك وعظم امانتك وکرم اخلاقك ۔ وانا اعطیك ضعف ما اعطی رجلا من قومك"۔(۵۵)

''پھر حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں آپ ؐ کو اپنے مال تجارت کے ساتھ بھیجنا چاہتی ہوں ،اس لیے کہ میں نے آپ ؐ کی سچائی ،امانت داری اور عمدہ اخلاق کے متعلق سن رکھا ہے۔اور میں آپ ؐ کو تمہاری قوم کے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت دوگنا معاوضہ عطا کروں گی''۔

ظلم وزیادتی نہ کرنا:عمومی معاملات کی طرح تجارتی معاملات میں بھی آپ ﷺ نے کبھی کسی پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں کی۔تجارتی معاملات میں جس کا جو حق بنتا تھا وہ ادا کردیتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ آپ ؐ کے تجارتی لین دین میں کبھی کسی نے کسی بھی قسم کے ظلم وزیادتی کی شکایت کا ذکر نہیں کیا۔

۲۔دھوکہ دہی سے اجتناب کرنا:

رسول اللہ ﷺ کی تجارت نہایت صاف شفاف خصوصیات کی روشن مثال تھی۔تجارتی معاملات میں آپ ؐ دھوکہ دہی سے مکمل اجتناب کرتے تھے۔مال تجارت کی خصوصیات سے خریدار کو آگاہ کرتے۔اگر اس میں کوئی نقص ہوتا تو وہ بھی ضرور بیان کرتے تھے تاکہ خریدار مال کے نقص کو سامنے رکھ کر کوئی مناسب فیصلہ کرسکے۔آپ ؐ کی تعلیمات میں ''غرر''یعنی دھوکہ حرام قرار دیا گیا ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عن ابی هریرة قال: نهی رسول الله ﷺ عن بیع الحصاة ، وعن بیع الغرر"۔(۵۶)

وزن تولنے میں پلڑا جھکا کردینا: نبی کریم ﷺ کے تجارتی اصولوں میں ناپ تول میں کمی نہ کرنا بلکہ زیادہ دینا،تجارتی اخلاقیات کی عمدہ مثال سمجھا جاتا ہے۔آپ ؐ کے بارے میں مشہور تھا کہ آپ ؐ لوگوں کو پلڑا جھکا کر زیادہ وزن دینے کی تلقین کرتے تھے اور خود بھی اس پر عمل کرتے تھے۔مصنف عبدالرزاق میں ہے:

"عن عطاء بن ابی رباح قال: تسلف النبی ﷺ من رجل ورقا ، فلما قضاه وضع الورق فی کفة المیزان فرجح ، فقیل: قد ارجحت ، فقال النبی ﷺ: انا کذلك نزن"۔(۵۷)

''نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی سے چاندی قرض لی۔جب اس کو واپس کرنے کے لیے چاندی کو ترازو کے پلڑے میں رکھا تو زیادہ جھکا کر دیا۔آپ ؐ سے کہا گیا:آپ ؐ نے تو پلڑا جھکا دیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ہم اسی طرح وزن کرتے ہیں''۔

۳۔ربا(سود)سے مکمل اجتناب کرنا:

رسول اکرم ﷺ بعثت سے پہلے بھی ربا سے مکمل اجتناب کرتے تھے۔آپ ؐ نے زندگی میں کبھی بھی ایسا

کوئی معاملہ نہیں کیا جس میں ربا کا کوئی بھی شائبہ ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجارت ربا سے پاک تھی۔مکہ کے لوگ بھی اس بات کے گواہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ربا کا سودا نہیں کرتے تھے۔علامہ بلاذری نے ''انساب الاشراف'' میں ایک روایت نقل کی ہے جس میں اسود بن عبدالمطلب اورابوالبختری کا ابوبکرؓ سے ایک مکالمہ کا بیان ہے۔اس روایت کے مطابق اسود بن عبدالمطلب اورابوالبختری نے ابوبکرؓ سے کہا:

"قالوا: انك لتاجر بصير، وما كنا نعلم محمدا يبيع السلع بنسيئة"۔(۵۸)

''انھوں نے کہا: (اے ابوبکر) آپ ایک عقل مند تاجر ہیں۔ہم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادھار(ربا پر) کوئی سامان بیچتے ہیں''۔

تجارتی معاملات میں بھی حیاء کا مظاہرہ کرنا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجارتی معاملات میں بھی حیاء سے پہلو تہی نہیں کرتے تھے۔تجارتی معاملات میں حیاء کا ہی ایک اثر یہ تھا حضرت خدیجہؓ کے دل میں آپؐ کے لیے عزت وتکریم پیدا ہوئی جس کی وجہ سے انھوں نے آپؐ کو نکاح کا پیغام بھجوادیا۔اس ضمن میں ''معجم کبیر للطبرانی'' میں ایک واقعہ بھی مروی ہے:

"عن جابر بن سمرة، او رجل من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال: کان النبی ﷺ یرعی غنما فاستعلی الغنم، فکان فی الابل وهو شریك له، فأکریا اخت خدیجة، فلما قضوا السفر بقی لهم علیها شیء، فجعل شریکه یاتیهم ویتقاضاهم ویقول لمحمد ﷺ: انطلق، فیقول: اذهب انت فانی استحیی، فقالت مرة واتاهم: فاین محمد لا یجیء معك؟ قال: قد قلت له فزعم انه یستحیی، فقالت: ما رایت رجلا اشد حیاء ولا اعف ولاء، فوقع فی نفس اختها خدیجة فبعثت إلیه، فقالت: ائت ابی فاخطبنی الیه"۔(۵۹)

''جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اورایک آدمی نے حضرت خدیجہؓ کی بہن (ہالہ بنت خویلد) کے مال سے بھی ایک تجارتی سفر کیا۔اس سفر کی اجرت کے بقایاجات میں سے کچھ حضرت خدیجہؓ کی بہن کے ذمہ باقی رہ گیا۔آپؐ کا شریک سفران کے پاس جاتا اور بقایاجات کا مطالبہ کیا کرتا تھا۔ایک دفعہ وہ جب ان کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں، وہ تمہارے ساتھ کیوں نہیں آتے؟۔اس آدمی نے کہا: وہ کہتے ہیں: آپ جائیں، مجھے حیاء آتی ہے۔اس پر حضرت خدیجہؓ کی بہن نے کہا: میں نے اس آدمی سے زیادہ حیاء والا آدمی نہیں دیکھا۔یہ بات ان کی بہن (خدیجہؓ) کے دل میں بیٹھ گئی۔انھوں نے آپؐ کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: میرے والد کے پاس آکر میرا رشتہ طلب کیجیے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد دوردراز کے بازاروں کے تجارتی سفر ترک کردیے بلکہ قریب کے بازاروں میں بھی نہیں جایا کرتے تھے۔تاہم مضاربت وشراکت کے طور پر آپؐ حضرت خدیجہؓ کے مال سے تجارت کیا کرتے تھے۔اس صورت میں آپؐ اپنا مال تجارت دیگر تاجروں کے سپرد کردیتے تھے جو اس کو تجارتی

بازاروں میں لے جاتے اور جواس سے نفع حاصل ہوتا وہ معاہدے کے مطابق آپ ؐکو مل جاتا تھا۔جیسا کہ ابوسفیان آپ ؐکا مال تجارت ملک شام اوریمن لے کر گئے تھے۔اوراس مال کی تجارت میں اچھا نفع بھی حاصل ہواتھا۔(۶۰)

حوالہ جات وحواشی

(۱) القریش:۱۔۴

(۲) ابراہیم:۳۷

(۳) القالی،اسماعیل بن القاسم البغدادی، کتاب ذیل الامالی والنوادر،دارالکتب العلمیہ، بیروت،ج:۱،ص:۱۹۹

(۴) الطبری،ابوجعفرمحمد بن جریر،تاریخ الرسل والملوك،دارالتراث، بیروت،۱۳۸۷ھ،ج:۲،ص:۲۵۲

(۵) الجاحظ،ابوعثمان عمر بن بحر، آثار الجاحظ(الرسائل السیاسیة)،رسالة فضل ہاشم علی عبدشمس، مکتبة الہلال، بیروت،ص:۴۱۳

(۶) الیعقوبی،احمد بن اسحاق البغدادی،تاریخ الیعقوبی،شرکة الاعلمی للمطبوعات، بیروت،۲۰۱۰ء،ج:۱،ص:۳۲۵

(۷) الہمدانی،ابومحمدالحسن بن احمد بن یعقوب، صفة جزیرة العرب،مطبعة بریل،لیڈن،۱۸۸۴ء،ص:۱۷۹

(۸) ابن حبیب،ابوجعفرمحمد البغدادی،المحبر،دار الآفاق الجدیدة، بیروت،ص:۲۶۳۔۲۶۸

(۹) جوادعلی،ڈاکٹر،المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام،دارالساقی،بیروت،۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء، ج:۱۳،ص:۳۰۲

(۱۰) ایضاً،ص:۳۰۷

(۱۱) الطبری،ابوجعفرمحمد بن جریر،تاریخ الرسل والملوك،ج:۲،ص:۴۹۲

(۱۲) البلاذری،احمد بن یحیی بن جابر بن داود،فتوح البلدان،مکتبة الہلال،بیروت،۱۹۸۸ء،ص:۴۴۷

(۱۳) ایضاً،ص:۴۴۸

(۱۴) ایضاً،ص:۴۴۸۔۴۴۹

(۱۵) ابن سعد، ابوعبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ،الطبقات الکبری،دار الکتب العلمیة ،بیروت،۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء، ج:۱،ص:۱۸۰

(۱۶) الحلبی، نور الدین علی بن ابراہیم ،السیرة الحلبیة(انسان العیون فی سیرة الامین المامون)،دار الکتب العلمیة، بیروت،۱۴۲۷ھ، ج:۱،ص:۱۷۵

(۱۷) ایضاً،ص:۱۷۶

(۱۸) الطبری،ابوجعفرمحمد بن جریر،تاریخ الرسل والملوك،ج:۲،ص:۳۱۲

(۱۹) ابن سعد،ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ،الطبقات الکبری،ج:۴،ص:۳۴

(۲۰) ایضاً، ج:ا،ص:۹۷
(۲۱) ابن قتیبۃ ،ابومحمد عبداللہ بن مسلم الدینوری ،المعارف،الہیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، القاہرۃ،۱۹۹۲ء،ص:۵۷۵
(۲۲) ابن بکار،الزبیر بن بکار بن عبداللہ القرشی الاسدی المکی ،جمہرۃ نسب قریش واخبارھا،مطبعۃ المدنی، قاہرہ، ۱۳۸۱ھ،ص:۳۶۷
(۲۳) ایضاً،ص:۳۶۷_۳۶۸
(۲۴) ابن سعد،ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ،الجزء المتمم لطبقات ابن سعد (الطبقة الرابعة من الصحابة ممن اسلم عند فتح مكة وما بعد ذلك)مکتبۃ الصدیق ،الطائف، ۱۴۱۶ھ،ص:۹۹
(۲۵) ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی،سنن ابن ماجه،دار احیاء الکتب العربیۃ ،باب الشركة والمضاربة، حدیث:۲۲۸۷
(26) http://www.nabulsi.com/blue/ar/art.php?art=2308
(۲۷) ابن ہشام،ابومحمد عبد الملک بن ہشام الحمیری المعافری،السيرة النبوية،شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ ،مصر،۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء، ج:ا،ص:۱۵۸
(۲۸) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ،الطبقات الکبری، ج:۸،ص:۱۲
(۲۹) جوادعلی،ڈاکٹر ،تاريخ العرب فی الاسلام،ص:۷۸
(۳۰) ایضاً
(۳۱) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ،الطبقات الکبری، ج:ا،ص:۷۹
(۳۲) الحلبی ،نورالدین علی بن ابراہیم ،السيرة الحلبية(انسان العيون فی سيرة الامين المامون)، ج:ا،ص:۱۷۱
(۳۳) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ،الطبقات الکبری، ج:ا،ص:۹۷
(۳۴) ایضاً
(۳۵) الجاحظ،ابوعثمان عمر بن بحر، رسائل الجاحظ(رسالةمدح التجار وذم عمل السلطان) ،مکتبۃ الہلال، بیروت،۱۴۲۳ھ،ص:۱۹۵
(۳۶) الحلبی،نورالدین علی بن ابراہیم ،السيرة الحلبية(انسان العيون فی سيرة الامين المامون)، ج:ا،ص:۱۹۸
(۳۷) جوادعلی،ڈاکٹر ،تاريخ العرب فی الاسلام،ص:۱۳۷
(۳۸) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ،الطبقات الکبری، ج:ا،ص:۱۰۳_۱۰۴
(۳۹) الحلبی ،نورالدین علی بن ابراہیم ،السيرة الحلبية(انسان العيون فی سيرة الامين المامون)، ج:ا،ص:۱۹۷
(۴۰) ابن سعد، ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ،الطبقات الکبری، ج:ا،ص:۱۰۴
(۴۱) ایضاً،ص:۹۷
(۴۲) ابن مندہ،ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق العبدی ،معرفة الصحابة ،مطبوعات جامعۃ الامارات العربیۃ المتحدۃ،

۲۰۰۵ء، ص:۳۱۴
(۴۳) الدیاربکری ،حسین بن محمد بن الحسن ،تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس،دار صادر ،بیروت، ج:۱،ص:۲۶۱
(۴۴) ابن حجر،ابوالفضل احمد بن علی بن محمد العسقلانی ،الاصابة فی تمییز الصحابة،دارالکتب العلمیة ،بیروت،۱۴۱۵ھ، ج:۱،ص:۴۷۶
(۴۵) ابن اسحاق،محمد بن اسحاق بن یسار المطلبی المدنی،سیرة ابن اسحاق (کتاب السیر والمغازی)،دار الفکر ، بیروت،۱۹۷۸ء،ص:۸۱
(۴۶) الصنعانی ،ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الیمانی ،المصنف،المکتب الاسلامی ،بیروت،۱۴۰۳ھ،کتاب المغازی،حدیث:۹۷۱۸
(۴۷) الطبری ،ابوجعفرمحمد بن جریر،تاریخ الرسل والملوك،دارالتراث ،بیروت،۱۳۸۷ھ،ج:۲،ص:۲۸۱۔۲۸۲
(۴۸) ایضاً،ص:۲۸۲
(۴۹) ابن بکار،الزبیر بن بکار بن عبداللہ القرشی الاسدی المکی ،جمهرة نسب قريش واخبارها۔ص:۳۷۱
(۵۰) الحاکم ،ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیسابوری ،المستدرك علی الصحیحین،دار الکتب العلمیة ،بیروت، ۱۹۹۰ء،کتاب معرفة الصحابة ،حدیث:۴۸۳۴
(۵۱) الحلبی ،نورالدین علی بن ابراہیم ،السیرة الحلبیة(انسان العیون فی سیرة الامین المامون)،ج:۱،ص:۱۹۷
(۵۲) ایضاً
(۵۳) ایضاً
(۵۴) ایضاً
(۵۵) ایضاً،ص:۱۹۳
(۵۶) مسلم،ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری ، صحیح مسلم،دار احیاء التراث العربی ،بیروت،کتاب البیوع ،حدیث:۱۵۱۳
(۵۷) الصنعانی ،ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الیمانی ،المصنف،المکتب الاسلامی ،بیروت،۱۴۰۳ھ،کتاب البیوع ،حدیث:۱۴۳۴۳
(۵۸) البلاذری،احمد بن یحیی بن جابر بن داود،انساب الاشراف،دارالفکر،بیروت،۱۹۹۶ء،ج:۱۰،ص:۵۵
(۵۹) الطبرانی،ابوالقاسم سلیمان بن احمد اللخمی الشامی،المعجم الکبیر ،مکتبة ابن تیمیہ،قاہرہ،حدیث:۱۸۵۸
(۶۰) ابن کثیر،ابوالفداء اسماعیل بن عمر الدمشقی،السیرة النبویة ،دارالمعرفة، بیروت ،۱۹۷۶ء،ج:۱،ص:۱۲۸

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆